تہذیب وتمدن:

اسلامی ثقافت: ایک خاکہ

ڈاکٹر شاہ محمد وسیم
شعبہ کامرس
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،
علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۲

اسلامی تہذیب وثقافت پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اسلام عقیدہ کے ساتھ ساتھ نیک اعمال پر زور دیتا ہے اور یہ کہ عقیدہ اور عمل کا تعلق اپنے تمام تر معنی کے ساتھ اس محور پر ٹکا ہوا ہے کہ نیک اعمال اور اللہ کی خوشنودی اور رضامندی میں ایک گہرا رابطہ ہے۔ لیکن خلوص نیت شرط ہے۔ اس طرح تہذیب وتمدن اور ثقافت اپنے ساتھ معاشرہ اور اسکے ہر ہر فرد کی ترقی وفلاح و بہبود کا پیغام اس عقیدہ کے ساتھ لاتے ہیں کہ انسانی معاشرہ ایک ہے۔ اسکے ممبران اور اسمیں رہنے والا ہر ہر فرد وحدت کے دھاگے میں پرویا ہوا ہے۔ انسان کی ترقی اور فلاح و بہبود خود اس بات پر مبنی ہے کہ وہ اسطرح ترقی کرے کہ نتیجتاً معاشرہ کے ہر فرد کے ساتھ برتاؤ خدا کو حاضر وناظر جان کر قرار پائے کیونکہ وہ ہی رب العالمین ہے اور اسی نے ہم سب کو خلق کیا ہے اور ہم سب اس کے بندے ہیں۔ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ الناس کا سنان المشط انسان مثل کنگھی کے دانتوں کے ہیں کہ ان میں باہمیت پائی جاتی ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہوگا تو ہر فرد کو اس کا حق خود اسکے ذریعے انجام دی جانے والی ذمہ داریوں کی وجہ سے مل جائے گا۔ اور وہ خود شرافت اور نرمی گفتار والا ایک حلیم انسان بن جائے گا۔ اس طرح فرد اور گروہ دونوں ترقی پالیں گے، ایک ایسے معاشرہ میں جہاں بقائے باہم، [Co-existence] ہی اصول نہ ہوگا بلکہ وجود باہم [Mutual Existence] اصل اصول

طے پائے گا۔اس طرح تہذیب وثقافت کا ترقیاتی سفر خود انھیں زندگی عطا کرتا ہوا، اس طرح آگے بڑھے گا کہ انسانی معاشرہ ترقی یافتہ اور از خود ترقی پزیر ہوکر ابھرے گا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ اسلام اقتصادی ترقی کا خواہاں ہے، اسکا مخالف نہیں ہے۔ مگر وہ یہ چاہتا ہے کہ ترقی کے نشانوں کو پالینے کے لئے انفرادی ذمہ داری اور سماجی توازن کے اصولوں پر کاربند رہا جائے، حرام وحلال کا خیال رکھتے ہوے۔ یہاں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ اگر کنگھی کا ایک دانہ بھی کمزور پڑ جائے یا ٹوٹ جائے تو الجھی ہوی زلفوں کا باقاعدگی سے سنورنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔اس لئے یہ ضروری ہے کہ انسانی معاشرہ میں نہ کوئی ظالم ہو اور نہ کوئی مظلوم، سب کو عدل کے سائے میں آزادانہ زندگی گزارنے کا موقعہ ملے۔ تب ہی انسان کو اسکی عظمت اور سربلندی حاصل ہو سکے گی۔ اور تب ہی انسانی تہذیب وتمدن اور ثقافت اور معاشرہ صحتمند طور پر اپنی نشو نما کے ساتھ منزل بہ منزل ترقی کر سکے گا، کیونکہ ایسے معاشرہ میں انسانی زندگی کو نقصان پہونچانے والی کوئی بات ظہور پذیر نہ ہوگی۔ اور اگر ہوگی تو اسکا تدارک اقدار اعلیٰ کی روشنی میں کیا جا سکے گا۔

بات کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ 'تہذیب ایک باہری اظہار کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے جبکہ ثقافت ایک داخلی روح کی مانند ہے، جو انسانیت کو عمل پیرا ہونے، اپنے خیالات کا اظہار کرنے، [اور] ایجادات اور ترمیمات کرنے کی ترغیب اس لئے دلاتی ہے کہ انسان ساز وسامان اور خدمات کو بہم پہنچائے تا کہ وہ [خود] ان کا استعمال کر کے اپنی معاشی اور سماجی ضروریات کو پورا کر سکے۔

انسان کے باہمی اقدامات [یعنی اسکے تہذیب یافتہ اقدامات] کو زیر بحث لانے کے لئے مصطفیٰ ظہرانی کی نگارش سے مندرجہ ذیل اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش کرنا مناسب ہوگا:

'اسلام کی نظر میں انسانی طریقہ زندگی دو وجوہات کی بنا پر ظہور پذیر ہوتا ہے: داخلی نقطۂ نظر اور باہری اوصاف۔ اس ضمن میں قرآن کا ارشاد ہے: اے رسولؐ! کہہ دیجئے کہ ہر شخص خود اپنے وصف کے نتیجے میں عمل کرتا ہے۔ لیکن تمھارا مالک خوب جانتا ہے کہ کون [زیست کے] راستے پر خوبی کیساتھ رہبری پاتا ہے؟۔ [اسریٰ۔ آیت۔۸۴]

آیت کی رو سے انسان مختلف النوع خاصہ اور صفات کا حامل ہوتا ہے۔ ایک وصف خود اس کی سرشت اور اس کے وجود میں آنے والے عوامل کی وجہ سے ظہور پزیر ہوتا ہے اور دوسری صفت اس کے چال

چلن اور عوامل کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے جو اس میں جاگذیں ہوتے ہیں۔ ان عوامل کیوجہ سے جو اس کے وجود سے جدا باہری طور پر موجود ہوتے ہیں۔ انسان اپنے روحانی عوامل اور منات کی روشنی میں عمل پیرا ہوتا ہے، اس طرح اس کے جسمانی عمل خود ان منات کی روشنی میں انجام پاتے ہیں جو خود اس کی روح میں رچے بسے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس بات کے ضمن میں ایک قرآنی آیت یہ بتاتی ہے کہ 'بدکار عورتیں بدکار مردوں کے لئے ہیں اور بدکار مرد بدکار عورتوں کے لئے ہیں اور نیکوکار عورتیں نیکوکار مردوں کے لئے ہیں اور نیکوکار مرد نیکوکار عورتوں کے لئے ہیں۔ [النور۔ آیت ۲۶] اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک فرد کے جو بھی اقدامات ہوتے ہیں، وہ سب اس کے صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔

اس طرح تہذیب وثقافت انسانی معاشرہ کی ترقی پذیر بلندیوں پر، خود انسان کی پاکیزگی خیالات اور مختمند اوصاف اور صاف ستھرے اقدامات کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتے ہیں۔ 'مذہب کے ازلی زاویہ نگاہ [کی روشنی میں] بیان تجزیہ نگار کو یہ بتلاتا ہے کہ وہ [اسلام] یہ اپنا ایک سماجی نظام مرتب کرتا ہے جو موجود حقایق کی دین ہے، مگر اس کا [خود] اپنا اثر ہے۔ اسلام، جیسا کہ سرد جنگ [Cold War] کا نظریہ پیش کرنے والوں کا خیال ہے، محض ایک سیاسی نظریہ ہی نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ایک ثقافتی اور قابل اعتماد مجموعہ اقدار [اعلیٰ] ہے'۔ (۲)

یہاں یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ اسلام اس ضرورت پر زور دیتا ہے کہ پاکیزہ خیالات کے ساتھ ساتھ استقامت اختیار کی جائے اور رزقِ حلال کما کر زندگی بسر کی جائے۔ ثقافت انسان کو اقدار اعلیٰ سے مالا مال کر کے عظیم و پاکیزہ بلندیوں کو پالینے کی ترغیب دلاتی ہے۔ جیسا کہ ٹیلر [Taylor] نے بیان کیا ہے:

ثقافت'۔۔۔[خیالات ونظریات اور ساز وسامان کا] وہ مجموعہ ہے جس میں علم، نظریات، آرٹ، مارل، قانون، رسم ورواج، اور اس کے علاوہ ایک سماجی رکن کی حیثیت سے انسان کے ذریعے حاصل شدہ کسی طرح کی استعداد اور عادات شامل ہیں۔ یہ [ثقافت] زندگی کو خوبصورت اور باوقار بناتی ہے۔ یہ [کسی] ملک کے ایک دور میں اسکا عام معیار ذہانت ہے'۔ (۳)

اسکے لئے ثقافت کو ہر طرح کی آلودگی اور کثافت سے پاک ہونا چاہئے اور تہذیب یافتہ افراد کو منصف مزاج اور اپنے رویہ میں اچھا اور معیاری ہونا چاہئے۔ سورہ نحل کی ۹۰ ویں آیت میں ارشاد ہے:

'بیشک ! اللہ [دوسروں کے ساتھ] عدل کرنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے اور مجبوروں کو عطا کرنے کا۔ وہ [اللہ] بدسلوکی اور برائی اور سرکشی کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ وہ تمھیں [اچھی باتوں کا] پابند قرار دیتا ہے تاکہ تم خیال رکھو۔

اکثر مصنفین جب اسلامی ثقافت کا ذکر کرتے ہیں تو بغداد، قاہرہ اور سمرقند وغیرہ کے تابناک ماضی کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ مسلمان حکمرانوں کی حاصل شدہ کامیابیوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ یہاں یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ آرٹ، ادب اور سائنس جس میں طبّی سائنس بھی شامل ہے، اور فن تعمیر وغیرہ کے میدان میں حاصل شدہ مہارت قابل ذکر ہیں۔ جہاں تک مصوری، قابل مظاہرہ آرٹ اور موسیقی کا سوال ہے، ان پر سوالیہ نشان ہے۔ انھیں اکثر زیرنظر موضوع کے تحت بغیر صحیح وغلط کے بحث ومباحثہ کے، مسلمان حکمرانوں کی حاصل شدہ کامیابیوں کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ جہاں تک محلوں میں رقص اور رقاصہ کے وجود کی بات ہے، اسکا اسلامی ثقافت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمیں ذہانت کے دائرے میں حاصل شدہ کامیابی کو انسانی اقدار اعلیٰ کی کسوٹی پر رکھنا چاہئے اور پھر انھیں بیان کرنا چاہئے کیونکہ تاریخی اعتبار سے اسلام کے زیر اثر ادب، سائینس اور آرٹ کے میدان میں حاصل اور ظاہر ہونے والی کامیابیاں اسکے محاصل [ہیں]' (۴)

اسلامی ثقافت اپنے پیروکاروں کو صدق دل سے امن وامان، انسانیت، اخلاق، کشادہ دلی اور انسان انسان کے مابین محبت و بھائی چارہ، اور ظلم وستم، جابرانہ تسلط اور استحصال کے خاتمہ پر زور دیتی ہے۔ مختصر یہ کہ اسلامی ثقافت نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کو اپنانے کا فرض عائد کرتی ہے۔ انھیں دونوں کے ساتھ اصل اسلامی ثقافت پروان چڑھتی ہے جسے عقیدہ اور عمل صالح زندگی عطا کرتے ہیں۔ اسلامی ثقافت کی اقدار اعلیٰ کے تحت ایک شہری صرف خوشنودئی خدا کے جذبہ سے سرشار، بغیر رنگ ونسل، ذات پات اور فرقہ وارانہ فرق کے تمام بندگان خدا کے ساتھ انسانی روابط استوار رکھتا ہے۔ اس طرح کارویہ ثقافتی اقدار اور ماڈی وسائل کے حصول میں ایک متوازن لائحہ عمل کو بروئے کار لاتا ہے۔ Jean-Paul Charny نے بیان کیا ہے کہ

'اسلامی تخیل کے بعض حامی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ماڈی اور روحانی دنیا کے مابین اور تخلیق

کی گئی فطرت اور زبان اور عمل جفر [یعنی] الفاظ کے پوشیدہ اثرات کے علم کے مابین گہرے روابط ہیں جو اسلام کے اس کلیدی اصول کو واضح کرتے ہیں کہ قرآنی لفظ عمل کی ترغیب عطا کرتے ہیں'۔(۵)

'اسلام اس طریقہ کار کو اپناتا ہے کہ [جس کے تحت] سماج کی اندورونی اور بین الاقوامی سماجی اور سیاسی زندگی میں [وہ خود] رہبری کی استعداد کا حامل ہے'۔(۶)

'تقریباً بلاتفریق تمام مسلمان اس بات کو ذہن میں رکھتے ہیں کہ اسلامی ثقافت انسانیت کے مکمل چہرہ کا ایک جزو بن سکے [اور یہ کہ] ضرور بنے، جو امن اور انسانی ترقی کا ایک حصہ ہے [یہ] ایک طریقہ ہے مستقبل کی عالمی تہذیب کا۔ اکثریت یہ تصور کرتی ہے کہ اسلام کو مسلمانوں کے شخصی اور مجموعی اقدام میں اور شاید حکومتوں کی پالیسی میں، جو امید کے مطابق عبوری ہوگی، گائیڈ کا کام انجام دینا چاہئے۔ اسے [ان اعمال کی خاطر اور] توازن [بنائے رکھنے کے لئے] برابر توانائی عطا کرتے رہنا چاہئے [جسے Michel نے قومی سطح پر نفی کے طاقتور عمل' سے تعبیر کیا ہے] جو مسلم سماجوں کو بدل دیتے ہیں اور ان کی آغوش سے پیدا ہونے والے تضاد کو ختم کردیتے ہیں'۔(۷)

اسلامی ثقافت پر عمل پیرا ہونے والوں کے انسانی طرز عمل کی رہبری اسلام اصول زندگی اور اعمال صالح کو واضح کر کے، کرتا ہے جو خدا کے آخری معصوم نبی حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی سنت میں بنی نوع انسان کی رہبری کیلئے موجود ہیں۔

اسلامی قوانین "طرز زندگی وضع کرتے ہیں اور تمام اعمال انسانی کا تعین کرتے ہیں۔۔[اور] انہیں قابل عزت قرار دیتے ہیں۔۔۔ بلند و بالا کرنے کے لئے صرف ایک فرد ہی کو نہیں بلکہ تمام انسانیت کو"۔۸

خدا نے انسان کو عظمت و کرامت عطا کی ہے۔ اسلئے اسے اپنی عقل و فہم کے ذریعے اپنی تمام تر عظمت و کرامت کو جنہیں اس سے ودیعت کیا گیا ہے، محفوظ و برقرار رکھنا چاہیئے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

"تم اور لوگوں سے نیکی کرنے کو کہتے ہو اور تم [خود] اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتابِ خدا کو (برابر) رٹا کرتے ہو۔ تو تم کیا اتنا بھی نہیں سمجھتے؟"

[البقرہ۔آیت۴۴]

"اورحق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اورحق بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو!"[البقرہ۔آیت۴۲]

"کیاتمہارا یہ خیال ہے کہ ان[کفار] میں اکثر[بات] سنتے یا سمجھتے ہیں[نہیں] یہ تو بس بالکل مثل جانوروں کے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ[راست] سے بھٹکے ہوئے"۔[الفرقان۔آیت۴۴]

"بیشک ہم نے انسان کو بہترتقویم پر خلق کیا۔ پھر ہم نے اسے اسفل السافلین میں قرار دیا۔مگر انہیں نہیں جو ایمان والے ہیں اور عمل صالح انجام دیتے ہیں۔پس ان کے لئے بے حساب اجر ہے۔[التین۔آیات ۴۔۶]

ہر اچھے عمل کو جسمیں ایمانداری کے ساتھ آزوقہ کمانا، اہل خاندان کی کفالت کرنا، غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا وغیرہ شامل ہے، اسلام عبادت میں شامل کرتا ہے کیونکہ اسلام انسان کو ایک باعمل زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ کلوا واشربوا ولاتسرفوا (کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو) کیونکہ تمام وسائل پر بندگان خدا کا حق ہے، اس کا بے جا استعمال نہیں ہونا چاہیے تا کہ کسی دوسرے کا حق پایمال نہ ہو۔مگر ہر ایک کو یہ خیال رہے کہ لاتنس نصیبك من الدنیا (دنیا میں اپنے حصے سے منہ نہ موڑو)۔ اس کے ساتھ یہ ذمہ داری بھی نبھانا ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا ہوتے رہیں۔

ہماری دولت اور آمدنی میں غرباء، ضرورتمندوں اور مسافروں کا بھی حق ہے۔اسلامی ثقافت ہر ہر فرد کے باایمان اور باعمل رہنے سے عبارت ہے۔جیسا کہ ابوذرغفاری نے فرمایا ہے، یہ ایک بااصول انسانی طریقہ زندگی ہے۔انہوں نے فرمایا ہے کہ خدا کے رسولؐ نے انھیں سات باتوں پر عمل پیرا رہنے کی تاکید کی تھی:(۹)

۱۔غرباء سے محبت کرنا اوران سے بخوشی ملنے کو تیار رہنا۔

۲۔انھیں اپنے سامنے[ذہن میں] رکھنا جو[معاشی وسائل میں] ان سے کم تر ہوں۔

۳۔کسی شخص سے کچھ طلب نہ کرنا۔

۴۔اپنے اعزاء واقرباء سے وفاداری کرنا۔

۵۔ہمیشہ حق بات کہنا۔

۶۔ جب اللہ کے راستے میں عمل کیلئے نکلنا،تو بے خوف ہونا۔
۷۔ اکثر وبیشتر اس کلمہ کو زبان پر جاری کرنا[کہ] کسی کو کوئی اقتدار وطاقت نہیں ہے مگر اللہ کو۔

اس طرح اگر مندرجہ بالا باتوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی ثقافت کس طرح کے انداز زندگی کی طلبگار ہے؟ اور یہ کہ ثقافت کا ایک ستون معاش اور طلب معاش بھی ہے۔مگر دولت اور وسائل زندگی کا کمانا اور خرچ کرنا دونوں حق اور انصاف پر مبنی ہوں۔اسطرح محنت اور ایمانداری شرط ہے۔ان کے ساتھ ہی معاشی اقدامات گھریلو [Domestic]اور خارجی[External] دائروں میں انجام دئے جا سکتے ہیں۔مندرجہ ذیل آیات اس حق کو واضح کرتی ہیں:

'اور [اے نبی آدم] ہم نے یقیناً تم کو زمین میں قدرت واقتدار دیا اور اس میں تمھارے لئے اسباب زندگی مہیا کئے [مگر] تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو'۔(الاعراف۔آیت ۱۰)

'اور جو کچھ خدا نے تجھے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر کی بھی جستجو کر اور دنیا سے جس قدر تیرا حصہ ہے،مت بھول اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی اوروں کے ساتھ احسان کر اور روئے زمین میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔اس میں شک نہیں کہ خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہں رکھتا'۔ (القصص۔آیت ۷۷)

'مرد ہو یا عورت جو شخص نیک کام کرے گا اور وہ ایماندار بھی ہو تو ہم [اسے دنیا میں بھی] پاک وپاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے [اور آخرت میں بھی] جو کچھ وہ کرے گا اسکا اچھے سے اچھا اجر وثواب عطا کریں گے'۔(النحل۔آیت ۹۷)

آئیے! اب ثقافتی دائرہ کی بات کریں۔شاہد سہروردی ثقافتی دائرہ کی بات کرتے ہوئے،کہتے ہیں:

'اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کے پاس موجود جتنے بھی فوائد کو بیان کیا جائے [یہ کہنا پڑے گا کہ]مسلمان دنیا کی ثقافت عیسائیوں سے کہیں زیادہ بلند تھی،مگر اس وقت تک کہ جب تک ان کا قبضہ دنیا کے اہم تجارتی راستوں پر تھا۔اسی طرح جو کچھ بھی برتری یورپ کے لئے اس کی آب وہوا اور مادی اور جغرافیائی حالات کے وجہ سے دنیا کے دوسرے حصّوں کے مقابلے میں گنوائی جائیں [ہمیں یہ ماننا چاہئے کہ] یورپ نے دنیا پر سبقت اسی وقت سے حاصل کرنا شروع کی تھی جب کہ اس نے ثقافتی دنیا میں پہلا مقام حاصل کرلیا

تھا [اسی طرح] اسلامی ثقافت کا اوپر اٹھنا اور پھر نیچے گرنا، اسی ایک وسیلہ پر مبنی ہے'۔(۱۰)

مندرجہ بالا نکتہ پر مزید روشنی، ڈالنے کے لئے ہم آصف اے۔اے۔فیضی کا ذکر کریں گے جنہوں نے خوارزم اور وادیٔ وُلگا [Volga Valley] کے مابین اور روس کے ساتھ عرب اور ایرانی کاروانی تجارت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

'سترہویں صدی کے خاتمہ اور اٹھارویں صدی کے آغاز میں یورپی لوگوں نے [تجارت میں] پیش رفتی تجارتی راستوں کے [ایک] جال پر قبضہ کرکے حاصل کرلی تھی [جس کی وجہ سے] خاص کر سمندری اور ثقافتی لیڈری ان کے ہاتھوں میں آگئی تھی۔۔'(۱۱)

تتمہ اور تجزیۂ:

تہذیب وتمدن اور ثقافت سب ترقی پذیر زمانے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور جیسے جیسے تاریخی سفر آگے بڑھتا ہے علوم وفنون، ایجادات اور تبدل اور تغیر اپنے نئے انداز میں سامنے آتے رہتے ہیں۔ یہ سب انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔نئی سوچ، فکر ونظر کے نئے زاوئیے اور نئے ساز وسامان ساتھ ساتھ آتے ہیں۔اندازِ فکر بدلتے ہیں اور زندگی نئی نہج پر چل پڑتی ہے کہ ہر دور، ہر زمانے کے اپنے کلیدی سوال ہوتے ہیں۔فکرِ انسانی نئے انداز سے یا تو موجودہ اداروں کی تشکیل نو کرتی ہے یا پھر نئے ادارے بنتے ہیں۔ ایسے میں ایک زندہ مذہب کو رہبری کرتے رہنا ہے ورنہ وہ کالعدم قرار پاجائے گا۔

'۔۔۔آج دھندھوں کی پیچیدگی کی وجہ سے [تمام] کام تکنیکی بن چکا ہے، اور اسوجہ سے اسے مختلف النوع اسپیشل شاخوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔[پھر] کاموں یا کام کے طریقہ کار کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے اور ان کی پہچان ہزاروں قواعد وضوابط سے وابستہ ہے'۔(۱۲)

بدلتے ہوئے وقت اور ان کی ضرورتوں ومسائل کا حل عطا کرنے کے لئے اسلام نے نئے طریقوں کو وقت سے پہلے سمجھ لیا ہے اور [اور اسی طرح] بہت سے قواعد وضوابط [کو بھی] جو انسانی سماج کی خوشحالی کی ضمانت دیتے ہیں [اور] اپنے بہترین انداز میں اور نئے زمانے کی مختلف ضرورتوں [کے پورا کرنے] کو حتماً ممکن بناتے ہیں'۔(۱۳)

بدلتے ہوئے زمانے میں ترقی کے ہر معیار اور سطح پر اور اس طرح ثقافتی ضرورتوں کے لئے انسانی

معاشرہ کی زندگی کے لئے اسلام نے قوانین وضع کئے ہیں: یہ وہ قوانین ہیں جو وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے مدنظر اپنی جگہ خود تہذیب وتمدن کی ترقی سے تعبیر ہیں۔ یہ قوانین دو طرح کے ہیں: ایک تو وہ '۔۔۔قوانین [ہیں] جو خود وقت اور تہذیبوں کی ترقی کے ساتھ خاص صورتحال اور موقع کے مدنظر بدلتے رہتے ہیں۔ اور [دوسرے وہ] قوانین جو منسوخ نہیں ہو سکتے ہیں [کیونکہ] وہ انسانیت کے کبھی نہ بدلنے والے اصل اصول سے وابستہ ہیں، جو ہر انسان اور انسان کے مابین، ہر زمانے سے، اور ہر طرح کے حالات اور ماحول میں، سب سے تعلق رکھتے ہیں'۔ (۱۴)

اسلامی ثقافت وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی اور ترقی پاتی رہتی ہے کیونکہ اس ضمن میں اسلام اصول وقوائد وضوابط کو بیان کرتا ہے جنھیں فقیہ [Jurisprudent] بدلتے ہوئے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرسکتا ہے کہ اصل اصول سے نہ ٹکرانے والے صحت مند بدلاؤ کی اجازت ہے کیونکہ [اسلام کا یہی اصول ہر [بدلنے والے] زمانے، وقت، یا جگہ میں انسانوں کی بدلنے والی ضرورتوں کو پورا کرنے پر توجہ دیتا ہے اور ان کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کو اسلام کے دائمی اور ابتدأ موجود قوانین سے ٹکراو کے بغیر پورا کرتا ہے'۔ (۱۵)

اس طرح سے ہر صاحبِ ایمان کا فرض ہے کہ اسلامی ثقافت کا اصل روپ دوسری قوموں اور خاص کر مغرب کے لوگوں کو پہنچوائیں، جہاں آج بین المذاہب مذاکرات کے تحت اسلامی ثقافت کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ بیشک اسلامی ثقافت انسانیت کو امن ومحبت، بھائی چارہ، ایک دوسرے کے ساتھ خدا کے واسطے سے صلح وآشتی کا برتاؤ کرنے اور باہمیت کی زندگی گزارنے کا پیغام دیتی ہے۔ یہ عدل اور امن کا پیغام ہے جہاں تسلط بے جا، حق تلفی، ظلم واستبداد اور دھوکا دھڑی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اسلامی ثقافت ہر انسانیت سوز نظریہ اور اقدام کی مخالف ہے۔ یہ ہر انسان کی اس کے جائز مقاصد کو پالینے میں معاون ومددگار ہے۔ جہاں تہذیب وتمدن اس عقیدہ کے ساتھ پروان چڑھتے ہیں کہ خدا نے انسان کو روئے زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اس ذمہ داری کے ساتھ کہ وہ حق وعدل کے ساتھ جیئے گا اور دوسروں کو بھی جینے کا حق عطا کریگا۔

حوالے:

۱۔ Islam and West Tr. Ali Sarrafi

Message of Thaqalayn, Vol.3, Nos. 1 & 2, Summer, 1996,

Tehran, Islamic Republic of Iran, p. 87.

۲۔ایضاً،صفحہ۸۴

۳۔آصف اے۔اے۔فیضی، Islamic Culture انٹرنیشنل بک ہاؤس،بمبئی،۱۹۴۴،صفحہ۔۷

۴۔ایضاً،صفحہ۷

۵۔ E.J. Brill, Islamic Culture and Socio-Economic Change,IEIDEN,HOLLAND

۶۔ایضاً صفحہ۲۰

۷۔ایضاً صفحات ۲۵۰۔۲۵

۸۔ایضاً صفحہ۷۸

۹۔ابن سعد ۱۶۸، ۱،۴،ملاحظہ ہو, R. Levy, Sociology of Islam, ii, 81 [آصف اے۔اے۔فیضی کی کتاب Islamic Culture صفحہ۴۶ سے ماخوذ]

۱۰۔ Mussulman Culture, University of Culcutta, 1934, p. XXVIII.

۱۱۔آصف اے۔اے۔فیضی، Islamic Culture انٹرنیشنل بک ہاؤس،بمبئی،۱۹۳۴

۱۲۔آیت اللہ سید محمد طباطبائی، مجموعہ مقالات پرسشھا، دفتر فرہنگ اسلامی، تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، صفحہ۔۷۵, [Quoted from Message of Thaqalayan, Vol.5, No. 4, 2000, p.77.]

۱۳۔ایضاً صفحہ۲۲[صفحہ۷۷]

۱۴۔ایضاً صفحہ۷۰[صفحہ۷۸]

۱۵۔ایضاً صفحہ۸۰[صفحہ۷۸]

☆☆☆